دنیا نے عملاً قبول بھی کرلیا۔ مولانا مودودیؒ نے پوری قوت کے ساتھ کہا کہ خدا اور بندے کے تعلق کو عبادات یا انسان کی نجی زندگی تک محدود کر دینا خلافِ عقل ہے۔ خدا ہے تو وہی ہماری پوری زندگی کا جائز حکمراں ہے۔ کسی دوسرے کی فرماں روائی، زندگی کے کسی بھی شعبے میں ناجائز ہے۔ اسلام صرف عبادات اور اخلاقیات ہی کا نام نہیں، بلکہ یہ ایک انقلابی فکر ہے جو پوری زندگی پر حکومت کرتی ہے۔ کسی دوسرے کے اقتدار کو وہ تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں ہے۔

۴- مغرب نے اسلام کی بعض تعلیمات کو اپنی تنقید کا خاص نشانہ بنایا، اور اس کی تصویر بگاڑنے کی کوشش کی، تاکہ اسلام سے وابستگی آدمی کے لیے عزت اور فخر کا باعث نہ ہو بلکہ وہ اس سے ندامت اور شرمندگی محسوس کرنے لگے۔ مولانا مودودیؒ نے الجہاد فی الاسلام، اسلام اور ضبط ولادت، پردہ، مرتد کی سزا جیسی بے نظیر کتابیں تصنیف کر کے اور اپنے مقالات میں غلامی، تعدد ازدواج اور قانونِ وراثت جیسے موضوعات پر مدلّل بحث کر کے ان کی حکمت و معنویت واضح کی اور اسلام کی صحیح تصویر پیش کی۔ اسی طرح بہت سے مسائل میں خود مسلمانوں کا ذہن صاف نہیں تھا۔ مولانا نے تفہیمات اور تنقیحات کے ذریعے سے صاف کرنے کی کوشش کی۔

۵- معاشیات کے میدان میں اشتراکی فکر چھائی ہوئی تھی۔ ترقی پذیر ممالک کسی اور فکر کے بارے میں سوچ بھی نہیں پا رہے تھے۔ ترقی یافتہ ممالک سرمایہ داری کی طرف تیزی سے بڑھ رہے تھے۔ مولانا مودودیؒ نے ایک طرف تو ہیگل اور مارکس کے فلسفے پر تنقید کر کے بتایا کہ اشتراکیت کی فکری بنیاد کس قدر کمزور ہے، دوسری طرف سرمایہ داری کے نقصانات سے بھی باخبر کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ مولانا نے یہ بتایا کہ اسلام، معاشیات کے ایسے متوازن اصول پیش کرتا ہے جو اشتراکیت اور سرمایہ داری کے نقصانات سے پاک ہیں۔ اس کی تفصیل ہمیں مولانا کی تصنیفات اسلام اور جدید معاشی نظریات، سود، معاشیات اسلام، مسئلۂ ملکیت زمین اور اس موضوع سے متعلق بعض مقالات میں ملتی ہے۔

۶- سیاست کے میدان میں مغربی جمہوریت سے آگے کوئی شخص سوچنے کے لیے تیار نہ تھا۔ مولانا نے سیکولر ڈیموکریسی (لادینی جمہوریت) پر زبردست تنقید کی اور اسلام کے سیاسی

نظریے کو بہت تفصیل سے اور پوری استدلالی قوت کے ساتھ پیش کیا۔ مولانا کی یہ تحریریں ہمیں ان کی کتاب اسلامی ریاست میں ملتی ہیں اور اسلامی ریاست پر جو اعتراضات کیے جاتے ہیں، اس کتاب میں ان کا جواب بھی دیا گیا ہے۔

مولانا مودودیؒ کی علمی خدمات میں تفہیم القرآن ان کا سب سے بڑا کارنامہ ہے۔ اس میں مولانا کی پوری فکر سمٹ آئی ہے۔ اس میں مغرب کے فلسفوں پر علمی اور سنجیدہ تنقید ہے اور اسلام پر ہونے والے اعتراضات کا بھرپور جواب ہے۔ اس طرح یہ اسلام کی ہمہ جہت، دل نشیں اور واضح تشریح پیش کرتی ہے۔

مولانا مودودیؒ کی انفرادیت

مولانا مودودیؒ نے جن موضوعات پر قلم اٹھایا ہے، ان میں سے بعض موضوعات بالکل نئے ہیں اور بعض وہ ہیں جن پر مولانا سے پہلے یا بعد میں کام ہوا ہے۔ لیکن مولانا کے قلم کی بعض خصوصیات انھیں دوسری تحریروں سے ممتاز کرتی ہیں۔ یہاں ان کی طرف بھی اشارہ کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے:

۱- مولانا مودودیؒ کے نزدیک دین ایک 'کُل' ہے۔ اس کا ہر جز منطقی طور پر اس 'کُل' سے اس طرح جڑا ہوا ہے کہ اس کو الگ کر کے دیکھنے سے اس کی حقیقی تصویر اُبھر کر سامنے نہیں آتی بلکہ ایسا کرنے سے بعض اوقات شدید غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اس کے ساتھ مولانا اس حقیقت کی طرف بھی متوجہ کرتے ہیں کہ اسلام کے کسی بھی جز کے حقیقی ثمرات اسی وقت حاصل ہو سکتے ہیں، جب کہ اس 'کُل' کو اختیار کیا جائے۔

۲- مولانا کا انداز خالص علمی ہونے کے ساتھ ساتھ بڑا جرأت مندانہ ہے۔ وہ مغرب کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرتے ہیں۔ اس کی کمزوریوں اور خامیوں کو اس طرح بے نقاب کرتے ہیں کہ انسان اس کی عظمت کا قصیدہ پڑھنے کے بجاے اس کی خامیوں اور کمزوریوں کو بھی آنکھوں سے دیکھنے لگتا ہے۔ مولانا کے ہاں جدید فکر پر جتنی بے لاگ تنقید ہے، اتنی کسی دوسری جگہ مشکل ہی سے ملے گی۔

۳- مولانا مودودیؒ کی ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ انھوں نے اسلام کے آفاقی پہلو کو بہت نمایاں کیا ہے۔ دنیا بین الاقوامیت کے ہزار دعووں کے باوجود آج بھی نسل پرستی، قوم پرستی اور وطن پرستی کی بندشوں سے آزاد نہیں ہوسکی ہے۔ وہ انھی دائروں میں رہ کر اپنے مسائل کا حل ڈھونڈتی ہے۔ مولانا، اسلام کو اس حیثیت سے پیش کرنے میں کامیاب ہیں کہ وہ کسی گروہ یا فرقے کا نہیں، بلکہ ساری نوعِ انسانی کا دین ہے۔ دنیا کے ہر فرد اور ہر گروہ کی نجات اسی سے وابستہ ہے۔ بلاشبہہ انھوں نے برعظیم کے مخصوص حالات میں اپنے کام کا آغاز کیا اور اس کے لیے ایک نقشۂ کار بھی پیش کیا، لیکن اسلام کی یہ آفاقیت ہمیشہ ان کے سامنے رہی اور وہ پوری دنیا کے لیے اسلام کے داعی بن کر اُبھرے۔

مولانا مودودیؒ کا دائرہ بحث ونظر بڑا وسیع ہے۔ اس میں قرآن مجید کی تفسیر، اس کے اصول ومبادی، حدیث، شرحِ حدیث، اصولِ حدیث، فقہ، اصولِ فقہ، عقائد، علمِ کلام، تصوف، تاریخ وسیرت جیسے بیش تر اسلامی علوم آتے ہیں۔ ان کے ہاں قدیم مباحث بھی ملتے ہیں اور جدید افکار ونظریات پر بھی گفتگو ہے۔ ان تمام پہلوؤں پر مولانا مودودیؒ نے دلائل کی جس قوت اور جس عمدہ اسلوب میں اسلامی تعلیمات کو پیش کیا ہے، ایک غیر جانب دار آدمی اس کے اعتراف پر مجبور ہوتا ہے۔ مولانا نے بیش تر مسائل میں جمہورِ اُمت کے نقطۂ نظر کی ترجمانی کی ہے۔ کہیں اختلاف کیا ہے تو دلائل کے ساتھ کیا ہے۔ بہت سے مسائل میں مولانا کے یہاں اجتہادی شان اور ان کی رائے میں انفرادیت نظر آتی ہے، لیکن اسے ان کے تفردات کا نام نہیں دیا جاسکتا، اس لیے کہ ان آرا کو سلف میں سے کسی نہ کسی کی تائید ضرور حاصل ہے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ مولانا مودودیؒ نے جو زبردست علمی کارنامہ انجام دیا ہے، اس کا غیر جانب دارانہ اور معروضی مطالعہ کیا جائے، اور دیکھا جائے:

مولانا کے علمی ماخذ کیا ہیں؟ انھوں نے کس موضوع پر کس شخصیت سے کس حد تک استفادہ کیا ہے؟ مولانا کا اس میں اپنا حصہ (contribution) کیا ہے؟ وہ کون سے پہلو ہیں جو انھیں دوسروں سے ممتاز کرتے ہیں؟ دعوت وتحریک کے کس مرحلے میں مولانا کی کیا ترجیحات رہی ہیں اور ان کا کیا پس منظر رہا ہے؟ انھوں نے مسلمان

ملکوں اور غیر مسلم ملکوں کے مسائل کو کس نظر سے دیکھا اور ان کا کیا حل پیش کیا ہے؟ اسلام کی دعوت اور اس کی سربلندی کا مولانا کے یہاں کیا تصور ہے اور دورِ حاضر میں اس کے لیے انھوں نے کیا راہِ عمل تجویز کی ہے؟ وہ اپنے دور کے رجحانات سے کس حد تک متاثر ہیں اور آج کے افکار و نظریات پر وہ کس حد تک اثر انداز ہوئے ہیں؟

اس طرح کے جائزے کے بعد ہی مولانا کے پورے کام کی قدر و قیمت کا صحیح اندازہ ہوگا اور اس سے ٹھیک ٹھیک فائدہ اٹھایا جاسکے گا۔

خوشی کی بات ہے کہ مولانا کی نگارشات اور تحریریں مدوّن اور مرتب ہو رہی ہیں اور ان پر تحقیق کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے۔ اس کے تراجم کا کام بھی بڑے پیمانے پر ہو رہا ہے۔ جن علمی اور فکری پہلوؤں کی طرف مولانا کی توجہ نہیں ہوسکی تھی، ان کی طرف توجہ کی جا رہی ہے۔ جن موضوعات پر مولانا کے ہاں صرف اشارات ملتے ہیں۔ ان کی تفسیر اور وضاحت ہو رہی ہے۔

مولانا مودودیؒ نے دین کا جو ہمہ گیر اور انقلابی تصور پیش کیا، اس میں اب اجنبیت نہیں رہی، بلکہ وہ عام ہو رہا ہے۔ اس نہج پر غور و فکر اور بحث و تحقیق کا عمل دنیا کے مختلف خطوں میں جاری ہے۔ حالات کے لحاظ سے نئے نئے موضوعات زیر بحث آ رہے ہیں، یہ کام افراد کے ذریعے انجام پا رہا ہے اور مختلف ادارے بھی اس میں شریک ہیں۔ اس وسیع پس منظر میں اگر دیکھا جائے تو تحریک اسلامی اپنے علمی سرمایے کے لحاظ سے کافی آگے نظر آتی ہے۔

مولانا مودودیؒ کا کام صرف علمی نوعیت کا نہیں ہے، بلکہ اس کے ساتھ انھوں نے اسلام کو قائم اور غالب کرنے کے لیے عملاً جدوجہد شروع کی اور اس کے لیے ایک منظم تحریک برپا کی۔ مولانا نے اس حقیقت سے پردہ اٹھایا کہ اسلام کوئی قومی مذہب نہیں ہے، بلکہ وہ خدا کا دین ہے اور اس کے ماننے والے ایک اُمت ہیں۔ یہ اُمت دین ہی کی اساس پر وجود میں آئی ہے۔ جو شخص اس دین کے عقائد و نظریات پر ایمان لے آئے وہ اس کا جز اور اس کا فرد بن جاتا ہے۔ اس اُمت کا فرض ہے کہ اپنے چھوٹے بڑے اختلافات کو فراموش کر کے دین کی سربلندی کے لیے متحد ہو جائے اور اپنے فکر و عمل سے اس کی شہادت دے۔

مولانا مودودیؒ کے اس پورے علمی اور عملی کام پر اعتراضات بھی ہوتے رہے ہیں اور آج بھی ہو رہے ہیں۔ اس وقت ان اعتراضات کا جواب یا مولانا مودودیؒ کا دفاع پیشِ نظر نہیں ہے۔ البتہ یہ حقیقت ہمیں فراموش نہیں کرنی چاہیے کہ اس دنیا میں پیغمبروں کے علاوہ کوئی شخص معصوم نہیں۔ ہر ایک سے کمزوریوں اور خامیوں کا صدور ہوا ہے اور ہوتا رہے گا۔ اس سے بڑی سے بڑی شخصیت مستثنیٰ نہیں ہے۔ لیکن یہ سخت ناانصافی بلکہ کم ظرفی ہوگی کہ کسی خادمِ دین کی دو ایک یا چند فروگزاشتوں کی وجہ سے اس کے تمام مفید کارناموں پر پانی پھیر دیا جائے۔ مولانا مودودیؒ بھی انسان تھے۔ دینی مسائل کی جو تفہیم و تشریح انھوں نے کی ہے اور جو وسیع علمی ذخیرہ چھوڑا ہے، اس کے بارے میں یہ دعویٰ نہیں کیا جاسکتا کہ وہ ہر خامی سے پاک ہے۔ اس میں فروگزاشت کا امکان ہے۔ اسی طرح اسلامی نظام کے قیام کے لیے انھوں نے جو کوششیں کیں اور جو اقدامات کیے ان میں سے بھی بعض سے اختلاف کیا جاسکتا ہے، لیکن اس کے باوجود ان کی دینی خدمات کو فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ اسلامی نظام کے قیام کی جب بھی اور جہاں بھی کوشش ہوگی، انھی کے علم و فکر سے رہنمائی حاصل کی جاتی رہے گی۔

مولانا مودودیؒ کی گوناگوں اور متنوع دینی خدمات کو اللہ تعالیٰ نے حسنِ قبول عطا فرمایا اور بے شمار بندوں کے دلوں میں ان کی محبت ڈال دی۔ وہ ان سے قربت و تعلق ہی نہیں محسوس کرتے بلکہ ان کے شیفتہ اور گرویدہ ہیں۔ یہ تعلق اور محبت توقع ہے کہ مولانا مودودیؒ کے لیے ذخیرۂ آخرت ثابت ہوگا۔ اس لیے کہ اس سے کوئی مادی غرض یا دنیوی منفعت وابستہ نہیں ہے۔ یہ محض اللہ کے لیے اور اس کے دین کے لیے ہے۔

☆ اس وقت جماعت اسلامی کے نام سے کام کرنے والی جماعتیں پاکستان، بھارت، بنگلہ دیش، سری لنکا اور کشمیر میں پائی جاتی ہیں۔ یہ سب دعوت دین اور احیاے دین کی جدوجہد کر رہی ہیں۔ لیکن وہ اپنی پالیسی، طریقۂ کار اور قیادت میں بالکل آزاد ہیں۔ اس پہلو سے ان کے درمیان کوئی ربط و تعلق نہیں ہے۔

SIGMA INTERNATIONAL

اسلام آباد میں جائیداد کی خرید و فروخت کا با اعتماد ادارہ

CDA کا سیکٹر ہو یا ہاؤسنگ سوسائٹی

- جایداد کمرشل ہو یا بنگلے
- پلاٹ رہایشی ہوں یا کمرشل
- زرعی اراضی ہو یا فارم

اعتماد آپ کا آزمایش ہماری

سرمایہ کاری جیسے اپنوں سے ہی

سرمایہ کا تحفظ اور منافع بھی یقینی!

تحفظ بھی، سہولت بھی

پروموشن کنٹرولرز: غلام مرتضیٰ گوندل (ایل ایل بی آنرز شریعہ اینڈ لا) عبدالرب خاں CA

آفس: 2-فرسٹ فلور کریسنٹ پلازہ، ایف ٹین (F-10) مرکز، اسلام آباد

فون: 051-2212481, 2212872, 2105716

موبائل: 0300-5307476, 0300-5238107